حکمت مودودیؒ

اسلام کی نشات جدیدہ

ہم خالص قرآن کی بنیاد پر اسلام کی نشات جدیدہ (renaissance) چاہتے ہیں۔ قرآن کی اسپرٹ اور اسلام کے اصول ہمارے نزدیک غیر متبدل ہیں۔ مگر افکار اور معلومات کی ترتیب اور عملی زندگی کے احوال پر اس روح اور ان اصولوں کا انطباق ہمیشہ احوال کے تغیر اور علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلنا ضروری ہے۔ متقدمین اسلام اس چیز کو سمجھتے تھے۔ انھوں نے اپنے زمانے میں عملاً اس کو برتا مگر متاخرین یہ سمجھے کہ اصول اور اسپرٹ کی طرح ان کا انطباق بھی غیر متبدل ہے۔ اسی چیز نے وہ جمود پیدا کیا جو ۷۰۰ برس سے ہمارے علوم اور ہمارے قوانین حیات پر طاری ہے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کے ایک گروہ نے اس جمود کو توڑنا چاہا مگر انھوں نے جو نشات جدیدہ پیدا کرنی چاہی' وہ اسلام کی نشات جدیدہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ روح قرآنی اور اصول اسلامی سے بے بہرہ ہیں۔ ان کی فکرو نظر اسلامی نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ نہ مسلمان کی حیثیت سے سوچ سکتے ہیں' نہ اسلامی طریق پر معلومات کو مرتب کر سکتے ہیں' نہ زندگی کے معاملات کو مسلمان کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں۔

ہمارا راستہ متاخرین اور متفرنجین دونوں سے الگ ہے۔

ہمیں ایک طرف روح قرآنی کو ٹھیک ٹھیک اپنے اندر جذب کرنا اور اپنی قوت فکرو نظر کو اصول اسلامی سے پوری طرح متحد کرنا ہے۔

دوسری طرف علم کی ان ترقیات اور احوال کے ان تغیرات کا پورا پورا جائزہ لینا ہے جو گذشتہ سات آٹھ سو برس کی مدت میں ہوئی ہیں۔

اور تیسری طرف صحیح اسلامی طریق پر افکار و معلومات کو مرتب اور قوانین حیات کو مدون کرنا ہے تاکہ اسلام پھر سے بالفعل ایک dynamic force بن جائے اور دنیا میں مقتدی بننے کے بجائے مقتدیٰ اور امام بن کر رہے۔

یہ ایک herculean task ہے۔ اول تو ہم اس کو اس طرح شروع کر رہے ہیں کہ ہم سے پہلے کوئی اس کے نشانات راہ چھوڑ کر نہیں گیا ہے۔ ہمیں خود ہی اپنی منزل مقصود کو پیش نظر رکھ کر راستہ بنانا اور

اس پر چلنا ہے۔ دوسرے' یہ اتنا بڑا کام ہے کہ میری اور آپ کی اور ہم جیسے سیکڑوں آدمیوں کی پوری پوری زندگیاں بھی اس کے لیے کافی نہیں ہیں۔ اگر ہم یہ امید کریں کہ ہماری زندگی ہی میں اس کے پورے نتائج سامنے آجائیں گے' تو یہ غلط امید ہو گی۔ یہ کھجور کا درخت لگاتا ہے جو اس کو بوتا ہے' وہ اس کے پھل نہیں توڑ سکتا۔ ہم اس درخت کو لگائیں گے اور اپنے خون جگر سے اس کو سینچ کر چلے جائیں گے۔ ہمارے بعد دوسری نسل آئے گی اور شاید وہ بھی اس کے پھلوں سے پوری طرح لذت آشنا نہ ہو سکے گی۔ کم از کم دو تین پشتیں اس کے پورے نتائج ظاہر ہونے کے لیے درکار ہیں۔ لہٰذا ہمیں نتائج کے لیے بے صبر نہ ہونا چاہیے۔

ہمارا کام یہ ہے کہ عمارت کا نقشہ ٹھیک ٹھیک (جیسا ٹھیک کہ ہم بنا سکتے ہیں' بنا دیں) اور اس کی بنیادیں اٹھا کر نئی آنے والی نسل کو تعمیر کا کام جاری رکھنے کے لیے تیار کر دیں۔ اس سے زیادہ غالباً ہم کچھ نہ کر سکیں گے (مکتوب بنام چودھری نیاز علی خاں' ۱۴ مارچ ۱۹۳۷ء۔ خطوط مودودی' دوم' ص ۶۹-۷۱)۔

منشورات کی نئی خوب صورت پیش کش

رب کا پیام

محترم خرم مراد کے 14 مختصر دروس قرآن کا مجموعہ

صفحات: ۱۷۲' ہدیہ: صرف ۶۰ روپے

❁❁❁

اجتماع عام کے موقع پر **پیغام قرآن و سنت' رمضان المبارک**

اور **حج بیت اللہ** کے حوالے سے خصوصی کتابچے

منشورات

منصورہ' ملتان روڈ لاہور- فون: 5425356 فیکس: 7832194

قرآنی قصص کے مقاصد

حافظ محمد اسلم ○

قصص کے ساتھ انسان کا گہرا اور قدیم تعلق ہے۔ بچہ جب شعور کی دنیا میں آکر محسوسات و مرئیات میں دل چسپی لیتا ہے تو قصے کہانیاں سننے کا فطری جذبہ اس میں پیدا ہونے لگتا ہے۔ ابتداً جانوروں اور پرندوں کی کہانیاں اس کے ذوق کی تسکین بنتی ہیں۔ والدین' رشتے داروں اور دوستوں کی محفل میں رائج قصے اس کے ذہنی افق کو وسیع کرتے ہیں۔ پھر مطالعہ کتب کی شکل میں اسے قصص و تاریخ کا غیر متناہی سرچشمہ میسر آجاتا ہے جو اس کی علمی پیاس بھی بجھاتا ہے اور اخلاقی تربیت بھی کرتا ہے۔

یہ واقعات شخصیت سازی اور کردار کی تعمیر میں مخصوص کردار ادا کرتے ہیں۔ نیکوکار لوگوں کے قصے اسے نیکی کی طرف مائل کرتے ہیں' اور بدکردار لوگوں کے واقعات برائی کی ترغیب دیتے ہیں یا متنفر کرتے ہیں۔ گویا نیکی کی طرف مائل کرنے' بدی سے ہٹانے اور خیر و شر میں تمیز پیدا کرنے کا یہ ایک فطری طریقہ ہے جو کسی قسم کی سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ کے بغیر محض اندرونی تحریک سے پروان چڑھتا چلا جاتا ہے۔ خیر و اصلاح کی تلقین کرنے کے اس انداز میں جانوروں کی کہانیاں بھی ملتی ہیں' عام اور جلیل القدر انسانوں کے واقعات بھی۔ مگر مذہبی کتب بالخصوص قرآن مجید میں درج واقعات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

قصہ کا مفہوم

قصہ کے معنی ہیں: بات' خبر' واقعہ۔ اس کی جمع اقاصیص اور قصص بکسر القاف و فتح الصاد آتی ہے (لسان العرب' بذیل مادہ ق ص)۔ دور جاہلیت میں اس مقصد کے لیے اساطیر کا لفظ بولا جاتا تھا جس کا واحد اسطورہ ہے اور اس کے معنی ہیں: افسانہ' گھڑی ہوئی بات (فیروز اللغات' بذیل مادہ س ط ر)۔ مخالفین نے قرآنی قصوں کے لیے بھی یہی لفظ اختیار کیا۔ چونکہ یہ لفظ قرآنی قصص کے لیے بالکل غیر موزوں تھا اس لیے

○ اسسٹنٹ پروفیسر' گورنمنٹ کالج' بورے والہ